UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 5 | Issue 1 | July–December 2021
DOI:

قاضی اقرارالدین اور فتاویٰ اقراریہ، تعارف اور منہج

Qazi Iqrar Uddin and Fatawa Iqraria, Introduction and Methodology

Muhib ur Rehman
PH.D Student, Department of Quran wa Sunnah,
FUUAST, Abdul haq campus Karachi
qazimuhib379@gmail.com
Dr Sayed Asif Raza Zaidi
Assistant professor, Department of Uloom e Islami,
FUUAST,Abdul haq campus Karachi
Dr. Hafiz Muhammad Sani
Chairman Department of Quran wa Sunnah,
FUUAST, Abdul haq campus Karachi
drsani.fuuast@gmail.som

Abstract

The Quran and the Sunnah are accepted (by the Muslims) as the primary sources of guidance for humanity. Either of them serves as a basis for Islamic Jurisprudence. Islamic Jurisprudence is described as the human understanding, premised on a set of principles, of the ruling of God revealed in Quran u Sunnah. Identically, Fatwa (unbinding legal opinion) and Ifta (the act of issuing fatwa) are also rendered as a means to convey the rulings of Sharia. A mufti (fatwa_giver) is supposed to elucidate the God`s rulings on inquiry presented to him by the mustafti (fatwa_seeker), aimed at guiding them towards the commandments of God. The Jurists of Islam ought to be credited for their diligent and painstaking efforts in the subject of Islamic Jurisprudence. They have, evidently, added a voluminous collection of book of Fatwa in the treasury of Jurisprudence of Islam. Along the same vein, one such great contribution is entitled as Fatawa e Iqraria.Qazi Iqrar Ud din Chitrali rahimahullah is attributed to have compiled the collection of fatawa, in manuscript, containing 715 pages, almost 110 years ago.The cited manuscript, reasonably, deserves the research scholars to delve it.

Keywords: Fatwa, Ifta ,mufti, mustafti, Islamic Jurisprudence

تمہید:

قاضی اقرارالدین رحمۃاللہ علیہ تیرھویں صدی ہجری کے مایہ ناز فقہائے کرام میں سے تھے۔انہوں نے ساری زندگی دین کی نشرو اشاعت اور فقہ کی خدمت میں گزاری۔فتاوٰی اقراریہ آپ کی فقہی خدمات اور فتاوٰی کا وہ مجموعہ ہے ، جسے برصغیر پاک ہند کے فتاوٰی میں منفرد اور اہم مقام حاصل ہے۔گوکہ فتاوٰی کا یہ گراں قدر مجموعہ تاحال شائع نہ ہو سکا اور مخطوطہ کی شکل میں ہے،تاہم مفتی حضرات اور علمائے کرام اس سے بھرپور استفادہ کرتے رہے ہیں۔ خصوصی طور پر چترال کے علماء و مفتی حضرات قاضی اقرارالدین رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے مجموعہ " فتاوٰی اقراریہ " کو فتوٰی نویسی میں مصدر و مرجع کی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔آپ کے اس مخطوطہ کی خوبی یہ ہے کہ اس کو ریاست چترال کے والی جسے مقامی اصطلاح میں " مہتر چترال" سے تعبیر کیا جاتا ہے، کی باقاعدہ سپورٹ حاصل تھی اور قاضی اقرارالدین مرحوم اس ریاست کے قاضی القضاۃ (

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 5 | Issue 1 | July–December 2021
DOI:

چیف جسٹس) کے عہدے پر فائز تھے۔آپ نے یہ فتاوٰی اس ریاست کے والی مہتر شجاع الملک کی ایماء پر لکھا تھا۔ذیل میں فتاوٰی اقراریہ کے مؤلف قاضی اقرار الدین رحمہ اللہ کے مختصر سوانحی حالات ، فتاوٰی اقراریہ کا تعارف اور اس میں آپ کے اسلوب و منہج کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔(واللہ المعین والمستعان)

حالات زندگی:

نام ونسب اور پیدائش:

آپ کا نام اقرار الدین ہے۔آپ کے والد گرامی عماد الدین اور دادا ناصر الدین ہیں۔سلسلہ نسب یوں ہے : اخونزادہ اقرار الدین بن عماد الدین بن ناصر الدین بن عبد العلیم بن عبد الرحمان عرف پیر آخون حفید خواجہ میر غیاث الدین ساکن جرم اقلیم بدخشان دولۃ افغانستان۔ آپ کے خاندان کا جد اعلیٰ ملا عبد الرحمان عہد کٹوریہ میں چترال آیا تھا۔[1] آپ ریاست چترال کے حسین ضلع ایون کے علاقہ درخناندہ میں پیدا ہوئے۔آپ کی تاریخ پیدائش کا صحیح تعین نہ ہوسکا البتہ ۱۸۶۰ء کی دہائی میں آپ کی ولادت ہوئی ہے۔

علمی پس منظر:

قاضی اقرار الدین رحمہ اللہ کا تعلق ایک علمی گھرانے سے تھا۔آپ اپنے خاندان کے معروف اور ریاست چترال کے مایہ ناز علماء میں سے تھے۔آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت خاندانی اور علاقائی علماء سے حاصل کی۔آپ کے اساتذہ میں قاضی غلام محمد کاکاخیل عرف پگڑیئے سکنہ جنالی چترال قابل ذکر ہیں۔علوم کی تکمیل کے لئے سوات چلے گئے اور اس زمانے کے بزرگوں سے اپنی علمی پیاس بجھائی۔قاضی صاحب کے شاگردوں میں مولانا فضل الرحمان رحمہ اللہ (المعروف بہ پگڑیئے استاذ) سکنہ دروش اور مولانا اورنگزیب رحمہ اللہ (تپار گئیے استاذ) سکنہ پرئیت چترال کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

مسلک:

آپ کا تعلق حنفی مسلک سے تھا اور آپ ایک صوفی بزرگ بھی تھے۔تصوّف میں آپ کا تعلق سلسلہ قادریہ سے تھا۔[2]

عہدہ:

آپ ریاست چترال کے قاضی تھے۔اور اعلیٰ حضرت شجاع الملک کے زمانے میں آپ نے قضاء کا عہدہ سنبھال لیا۔اور فتاوٰی کا یہ مجموعہ بھی آپ نے اس زمانے میں تصنیف کی۔اعلیٰ حضرت ہی کے عہد 1935ء میں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کے عہدے پر فائز ہوئے۔[3]

اولاد:

قاضی صاحب مرحوم کے پانچ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھی۔ان میں سے قاضی اجلال الدین رحمہ اللہ نے دار العلوم دیوبند سے درس نظامی کی تکمیل کی۔[4] آپ مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے اور انہی سے بیعت تھے۔آپ میزان شریعت کے قاضی ہونے کے ساتھ ساتھ دار العلوم عربیہ شاہی مسجد چترال کے اولین صدر مدرس بھی تھے۔اخونزادہ اخلاص الدین، حافظ احسان الدین، استاذ اقبال الدین اور مولانا ریحان الدین آپ کے بقیہ اولاد ہیں۔سب اہل علم اور فارغ التحصیل علماء اور مساجد کے ائمہ تھے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 5 | Issue 1 | July–December 2021
DOI:

وفات:

آپ کی وفات حسرت آیات بھی اہل چترال کے لئے ایک بڑا صدمہ تھا۔آپ قیام پاکستان سے قبل وفات پائے۔آپ کی تاریخ وفات کا بھی ٹھیک علم کسی کو نہیں ہے۔ قاضی صاحب کا مزار مسجد کلاں درخناندہ ایون کے احاطے میں واقع ہے۔

فتاویٰ اقراریہ کا تعارف

اقراریہ قاضی اقرار الدینؒ کی طرف منسوب ہے۔

فتویٰ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:

فتویٰ کے لغوی معنی واضح کرنا، کسی مسئلے کا جواب دینا اور حکم بیان کرنے کے آتے ہیں۔ فتاویٰ، فتویٰ کی جمع ہے۔

أفتاه في الأمر أبان له،أفتاه في المسألة إذا أجابه-[5] الفتوى والفتيا لغة: بيان الحكم-[6]

جب کوئی آدمی کسی شرعی مسئلے کا حکم معلوم کرنے کے لئے کسی مستند عالم سے سوال کرے تو اس سوال کو استفتاء، سوال کرنے والے آدمی کو مستفتی کہتے ہیں۔اسی طریقے سے جواب دینے والے فقیہ اور عالم کو مفتی، جواب دینے کے عمل کو افتاء اور جواب کو فتویٰ کہا جاتا ہے۔

اصطلاحی تعریف:

واصطلاحًا: بيان الحكم الشرعي-

وهذا التعريف شامل لما أخبر به المفتي مما نص عليه الكتابُ والسنةُ، أو أجمعت عليه الأمة، ولما استنبطه وفهمه باجتهاده-[7]

افتاء کا اصطلاحی معنی حکم شرعی کا بیان ہے۔ افتاء کے معنی یہ ہے کہ مفتی چاہے کتاب اللہ اور سنت رسول سے ثابت شدہ کسی صریح حکم کی خبر دے یا ایسا حکم بتائے جو اجماع سے ثابت ہو یا اپنے اجتہاد سے کسی شرعی حکم کا استنباط کرے۔

ڈاکٹر عبد الکریم زیدان لکھتے ہیں:

والمعنى الاصطلاحي للإفتاء هو المعنى اللغوي لهذه الكلمة وما تتضمنه من وجود مستفتٍ ومفتٍ وإفتاء وفتوى، ولكن بقيد واحد هو أن المسألة التي وقع السؤال عن حكمها تعتبر من المسائل الشرعية، وأن حكمها المراد معرفته هو حكم شرعي-[8]

افتاء کے اصطلاحی معنی دو شرطوں کے ساتھ کسی مسئلے کا حکم بتانا ہے۔

1۔جب کہ وہ مستفتی، مفتی، افتاء اور فتویٰ کو متضمن ہو۔

2۔اور وہ سوال جس کا حکم مطلوب ہے وہ مسائل شرعیہ میں سے ہو۔

افتاء کی اہمیت:

افتاء فتویٰ دینے کے عمل کو کہتے ہیں، یعنی کسی مفتی کا مستفتی کو کسی شرعی مسئلے کا حکم بتانے کو کہتے ہیں۔ تو مفتی درحقیقت مستفتی کو حکم الٰہی بتاتا ہے اور ان احکامات کی طرف رہنمائی کرتا ہے، جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے بندوں کی طرف بطور شریعت بھیجا ہے۔سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس نے افتاء کا یہ عظیم کام اپنے وصال تک سنبھالا اور پھر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین اس اہم منصب کا حق ادا کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم دین کے تمام شعبوں کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ اپنے ذوق اور مزاج کے مطابق کسی خاص میدان کا انتخاب کیا اور پھر اس میدان میں اپنی عظیم خدمات پیش کیں۔ جیسے حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ نے حدیث کے میدان کے لئے اپنے آپ کو وقف کیا اور حضرت ابی

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 5 | Issue 1 | July–December 2021
DOI:

ابن کعب رضی اللہ عنہ قرات کے میدان کو سنبھالا۔ فقہ اور افتاء کے میدان کو جن صحابہ کرام نے اختیار کیا اور اس میدان میں زیادہ مشہور ہوئے وہ سات ہیں۔ حضرت عمر ابن الخطاب ، علی ابن ابی طالب، عبداللہ ابن مسعود، عائشہ ام المؤمنین، زید ابن ثابت، عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ان حضرات نے اپنے فہم سلیم اور اجتہاد مستقیم سے جو فتویٰ دیئے اور فقہی مسائل بیان کئے وہ قیامت تک کے لئے فقہ اسلامی کے مآخذ قرار پائے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزائے خیر عطافرمائے۔

اسلام کے نظام افتاء کی اہمیت اور عظمت اس بات سے بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی احکامات کا بیان اور اور حکم شرعی کی وضاحت ہے اور منصب نبوّت کی نیابت ہے۔ اس کام کی اہمیت ، شرافت اور عظمت کو سامنے رکھ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم فتویٰ دینے سے ڈرتے تھے۔ اور حتی الامکان اس کام سے بچنے کی کوشش کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود کا فرمان ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ , قَالَ: «مَنْ أَفْتَى النَّاسَ فِي كُلِّ مَا يَسْأَلُونَهُ فَهُوَ مَجْنُونٌ»۔[9]

جو شخص ہر سوال پر فتویٰ دیا کرے وہ مجنون اور پاگل ہے۔

عبدالرحمان ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں:

میں نے ایک سو بیس انصاری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ملاقات کی ہے۔ جب ان میں سے کسی سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا، تو وہ دوسرے کے پاس بھیجتا اور وہ تیسرے کے پاس یہاںتک کہ وہ سائل دوبارہ پہلے والے کے پاس پہنچ جاتا۔ ان میں سے کوئی صحابی حدیث بتانے سے پہلے اس بات کو پسند کرتا کہ کوئی دوسرا صحابی وہ حدیث بیان کرے اور اسی طرح ان میں سے کسی سے مسئلہ پوچھا جاتا تو وہ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ کوئی دوسرا اس مسئلے کا جواب دیدے۔[10]

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ان سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو وہ دیر تک خاموش رہا۔ سائل نے کہا: اللہ تم پر رحم فرمائے کیا آپ جواب نہیں دیں گے؟ امام شافعی رحمہ اللہ نے جواب دیا: جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ جواب دینا باعث فضیلت ہے یا خاموش رہنا۔

ہیثم ابن جمیل کہتے ہیں کہ میں امام مالک ابن انس رحمہ اللہ کے پاس تھا۔ ان سے اڑتالیس مسائل پوچھے گئے۔ ان میں سے بتیس کے بارے میں جواب دیا: لا ادری یعنی مجھے معلوم نہیں ہے۔ انہی کے بارے میں آتا ہے کہ ان سے پچاس مسائل پوچھے گئے تو ایک کا بھی جواب نہیں دیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص مسئلہ بتانا چاہے تو جواب دینے سے پہلے اپنے آپ کو جنّت اور جہنّم پر پیش کرے، پھر اگر نجات کا علم ہو گیا، تو جواب دے۔[11]

جنوبی ایشیاء کے حکمرانوں کا علم فقہ وفتویٰ سے دلچسپی:

سلاطین دہلی کے عہد سے لیکر برطانوی عہد تک حکمرانوں نے اپنی ریاستی اور قانونی ضروریات اور ذاتی دلچسپی کے تحت علم فقہ، خصوصاً فقہ حنفی کی بہت سرپرستی کی، جس کے نتیجے میں جنوبی ایشیاء میں فقہ حنفی کو بہت پزیرائی حاصل ہوئی۔ سلاطین دہلی کے دور میں صرف دہلی میں ایک ہزار مدارس تھے۔ جہاں ایک میں فقہ شافعی کے مطابق، جبکہ باقی تمام مدارس میں فقہ حنفی کے مطابق تعلیم دی جاتی تھی۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 5 | Issue 1 | July–December 2021

DOI:

سلاطین اور حکمران فقہاء کے لئے خصوصی مجالس کا اہتمام کرتے تھے اور فقہاء سے بڑی دلچسپی اور توجہ سے فقہی مسائل پر بحث کرتے تھے۔اکثر سلاطین کو فقہ پر بہت دسترس حاصل تھی۔سلاطین دہلی کے عہد میں سلطان محمود غزنوی علم فقہ کا جید عالم تھا۔انہوں نے ایک کتاب "التفرید فی الفروع "کے نام سے لکھی تھی ،جس میں شافعی مذھب سے متعلق تقریباً ساٹھ ہزار مسائل کو یکجا کیا تھا۔[12]

خلجی عہد کے غیاث الدین بلبن کو فقہ سے خاص دلچپی تھی۔"فتاوٰی غیاثیہ "انہی کی طرف منسوب ہے۔فتاوٰی غیاثیہ جنوبی ایشیاء میں اپنی نوعیت کا اولین مجموعہ فتاوٰی ہے۔[13]

محمد بن تغلق(1351ء)کو بھی فقہ سے خصوصی دلچپی تھی۔فقہ حنفی کی شہرہ آفاق کتاب" الھدایہ" ان کو زبانی یاد تھی۔[14]

فیروز شاہ تغلق کو فقہی مسائل پر مکمل عبور تھا۔"فتاوٰی فیروز شاہی"اس کی خواہش پر مرتب کیا گیا تھا۔"فتاوٰی تاتار خانیہ "جو فقہ حنفی کا ایک ضخیم مجموعہ جو تیس جلدوں پر مشتمل ہے،انہی کے عہد میں مدوّن کیا گیا۔

عہد مغلیہ میں بھی حکمرانوں کو فقہ سے خصوصی دلچپی رہی۔مغل سلطنت کے بانی ظہیر الدین محمد بابر کو فقہی مسائل سے گہری دلچپسی تھی۔اس کے دل میں خیال آیا کہ مسائل فقہیہ پر مشتمل ایک کتاب تصنیف میں لائی جائے تو شیخ نور الدین نے مستند روایتوں اور کتابوں کی مدد سے ایک کتاب تیار کی اور اس کو ظہیر الدین بابر کی طرف منسوب کرکے اس کا نام " فتاوٰی بابری"رکھا۔[15]

مغل حکمران محمد اورنگ زیب عالمگیر بھی علماء اور فقہاء کا قدردان تھا۔ان کی خواہش اور سرپرستی میں پچاس علماء پر مشتمل جماعت نے پانچ جلدوں میں فقہ حنفی کے مطابق مجموعہ فتاوٰی تیار کیا،اور اس مجموعہ فتاوٰی کو عالمگیر کی طرف منسوب کیا جو فتاوٰی عالمگیریہ کے نام سے معروف ہے۔[16]

برطانوی عہد میں بھی فقہ پر بہت کام ہوتا رہا اور فتوی نویسی میں اضافہ ہوا۔مدارس کا جال بچھایا گیا۔فقہ پر کتابیں لکھی گئی۔فقہی بورڈ قائم ہوئے۔دار الافتاء کا قیام عمل میں لایا گیا اور تاہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

ریاست چترال کی خودمختار ریاست میں بھی قانون وانصاف کی فراہمی کے لئے شرعی قوانین کافی حدتک نافذ تھے۔رئیس دور میں اسلام کی آمد کے فوراًبعد شرعی قوانین کا اجراء کیا گیا۔دار القضاء اور میزان شریعت قائم کئے گئے۔[17]

ریاست چترال میں تمام فیصلے قاضیوں کی عدالت میں قرآن وسنّت کے مطابق ہوتے تھے۔پندرھویں صدی میں قاضیوں کی سندات حکمرانوں کے مہروں کیساتھ موجود ہیں۔چترال میں بھی اسلامی مدارس اور کتب خانے قائم تھے۔ہزہائنس شجاع الملک علماء کے بڑے قدردان اور دعوت و تبلیغ کے دلدادہ تھے۔[18]

مہتر چترال ہزہائنس محمد ناصر الملک عالم فاضل اور بلند پایہ شاعر وادیب تھے۔آپ علماء کے بڑے قدردان تھے۔انہوں نے اپنی ریاست کے اندر اسلام کی ابدی تعلیمات کی ترویج اور شریعت مطہّرہ کے اجراء کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیں۔اس سلسلے میں ان کا پایہ برصغیر پاک وہند میں مغل دور کے بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے برابر تھا۔صحیفۃ التکوین،تحفۃ الابرار،مشرق الانوار،نصائح دینیات ان کی اہم تصنیفات ہیں۔[19]

فتاویٰ اقراریہ:

فتاویٰ اقراریہ قاضی اقرار الدین چترالی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ انہوں نے تقریباً 110 سال پہلے سن 1331ھ میں یہ مجموعہ تیار کیا۔ اس وقت ریاست چترال کے مہتر شجاع الملک تھے۔ شجاع الملک ایک دیندار بادشاہ تھے۔ ریاست چترال میں تمام فیصلے فقہ حنفی کے مطابق ہوتے تھے۔ قاضی اقرار الدین نے حکمرانوں اور قضاۃ کی آسانی کے لئے فقہ حنفی کے معتبر کتابوں سے مسائل کو ایک جگہ جمع کیا ہے۔ یہ بنیادی طور پر ایک مخطوطہ ہے۔ یہ فتاویٰ عالمگیری کی طرز پر فقہ حنفی میں ایک شاندار اضافہ ہے۔ یہ فقہ حنفی کی تمام معتبر کتابوں کا نچوڑ ہے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اپنی تالیف کی ابتداء حمد و صلاۃ سے کی ہے۔ مختصر تمہید میں فقہ حنفی کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے مہتر چترال جناب شجاع الملک مرحوم کو شرعی احکام کے اجراء اور نفاذ پر خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اس کے بعد اپنی اس تالیف کی وجہ ان الفاظ میں لکھی ہے۔

قاضی صاحب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"لما رأيت كثرة الأوامر من السلطان القاهرة أعدل السلاطين الظاهرة سراج الملة الباهرة جمال الأنام، حامى الثغور الإسلام، ماحى الكفر بقدر الإمكان والإبرام، قامع البدعة والضلالة والظلام، محبّ الأتقياء والعلماء العظام، مشفق فى حقّ الرعيّة والأرامل والأيتام، منبع الجود والإحسان والإنعام، سلطان شجاع الملك وغضنفر الأيّام، أيّده الله تعالىٰ بالوليّة النصر والإكرام، إبن سلطان أمان الملك إبن سلطان شاه أفضل برّد الله تعالىٰ مثواهما إلى ساعة القيام، بإجراء أحكام الشريعة الغراء بين الخواص والعوام، أردت لإحترام ذالک الأمر أن أجمع المسائل اللتى عمّ وقوعها وكثر وجودها لتسهيل القضاة والحكام"[20]

جب میں نے دیکھا کہ سلطان شجاع الملک احکام شریعت کی اجراء اور نفاذ کے لئے اکثر فیصلے فرماتے رہتے ہیں تو میں نے اس کے دینی اور شرعی فیصلوں کے احترام میں قضاۃ اور حکام کی آسانی کے لئے ان مسائل کو جمع کرنا شروع کر دیا جو اکثر پیش آتے رہتے ہیں۔

زمان تالیف کی وضاحت کرتے ہوئے قاضی صاحب لکھتے ہیں:

"فشرعت فى إجتماع المسائل فى شهر جمادى الأولىٰ كان من سنة الهجرية اثنى و عشرين و ثلثمأة بعد الألف العام"[21]

کہ میں نے جمادی الاولیٰ سن 1322ھ (جولائی 1904ء) میں ان مسائل کو جمع کرنا شروع کیا اور پھر اس مجموعہ کی تکمیل کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"فأتممت هذه المجموعة بعون الله تعالىٰ وتوفيقه مع العوائق واللواحق و سفر الحرمين فى يوم الجمعة من رابع شهر جمادى الأولىٰ فى سنة إحدى و ثلثين و ثلاث مأة بعد الألف من هجرة رسول الله ﷺ مع أصحابه الكرام"[22]

کہ واقعات وحوادث اور حرمین کی سفر کے باوجود محض اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے 4 جمادی الاولیٰ سن 1331ھ (1912ء) بروز جمعہ اس مجموعہ کی تکمیل کی۔ اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں 9 سال کا عرصہ لگا ہے۔

قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اس مجموعہ کے نام کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"وسمّيتها بفتاوٰى إقرارية ملقّبا بكنز المفتين" کہ میں نے اس کا نام "فتاویٰ اقراریہ ملقّبا بکنز المفتین" رکھا ہے، یعنی یہ فتاویٰ اقراریہ ہے اور اس کا لقب "کنز المفتین" یعنی مفتیان کرام کے لئے ایک ذخیرہ ہے۔ سات سو بارہ صفحات پر مشتمل اس مخطوطہ کو چترال جیسے پسماندہ علاقے میں لائبریری اور علمی اداروں کی عدم موجودگی اور وسائل کی عدم دستیابی کے باوجود قاضی موصوف رحمہ اللہ نے جس استقامت اور جانفشانی کے ساتھ پورا کیا ہے، وہ قابل تعریف ہے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 5 | Issue 1 | July–December 2021
DOI:

قاضی رحمہ اللہ نے اس مجموعہ کی تیاری میں جن کتابوں سے استفادہ کیا ہے ان کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے کام کی وضاحت ان الفاظ کے ساتھ کی ہے:

"فشرعت فی إجتماع المسائل فی شهر جمادی الأولیٰ کان من سنة الهجرية اثنی و عشرين و ثلثمأة بعد الألف العام، من الكتب المعتبرات نحو الهداية و الشرح الوقاية والخلاصةوفتاویٰ قاضیخان والملتقط و صلوٰة المسعودی والدرّ المختار و ردّالمحتار و الصغیری والجامع الصغير والبحر والبرجندی و الجامع الرموز و فتاوی عالمگیری و فتاوی السراجیة و العینی و المتون المتداولات بين الأنام، ومن غيرها أيضاً معلّمابعلامة التأكيد و الفتوی بإسناد المشهور والعام"[23]

یعنی میں نے فقہ حنفی کے معتبر کتابوں جیسے ھدایۃ، شرح الوقایۃ، الخلاصۃ، فتاویٰ قاضیخان، ملتقط، صلوٰۃ المسعودی، الدرّ المختار و ردّالمحتار، الصغیری، الجامع الصغیر، البحر، البرجندی، الجامع الرموز، فتاوٰی عالمگیری، فتاوٰی السراجیۃ، العینی اور دوسرے متداول متون اور دوسرے کتابوں سے مسائل کو جمع کرنا شروع کر دیا اور مفتی بہ اقوال کی وضاحت تاکید کے صیغہ اور دوسرے اشارات اور علامات سے کیا ہے۔

اس مختصر تمہیدی خطبہ کے بعد حضرت قاضی صاحبؒ ساٹھ (60) کتابوں (Chapters)، سڑسٹھ (67) فصول، 138 ابواب اور 346 مطالب پر اپنے اس فتاوٰی کو تقسیم کیا ہے۔کتاب چونکہ ریاست چترال کے لئے لکھی گئی ہے اس لئے باوجود عربی زبان میں ہونے کے ریاست کی سرکاری زبان فارسی کی رعایت کرتے ہوئے کئی مقامات پر فارسی عبارات نقل کی ہے۔سب سے پہلے "کتاب المقدمۃ" کا عنوان قائم کیا ہے اور اس کو چار فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔پہلی فصل "فی بیان التقلید ومالابد للمقلد" کے عنوان سے معنون ہے۔اس فصل میں تقلید کی شرعی حیثیت پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔اس کو الگ رسالے کی شکل میں شائع کیا جاسکتا ہے۔دوسری فصل کا عنوان "فی بیان علامات الفتویٰ والترجیح" ہے،اس کے اندر مفتی بہ اقوال کی علامات اور الفاظ ذکر کی ہے اور پھر ان الفاظ کی تشریح اور وضاحت کی ہے۔ تیسری فصل میں مجتھدین اور فقھاء کے طبقات ذکر کئے ہیں اور چوتھی فصل میں مجتھدین اور فقھاء کرام کی حالات بیان کی ہیں۔اس کے بعد عام کتب فقہ کی ترتیب پر کتاب الطّھارۃ سے لیکر کتاب الفرائض تک کے تمام مسائل کا احاطہ کیا ہے اور کئی کئی کتابوں سے کوڈ کرکے مسائل کو جمع کیا ہے۔

فتاویٰ اقراریہ کی خصوصیات:

قاضی اقرار الدین بن عماد الدین بن ناصر الدین نے فتاویٰ اقراریہ میں علامہ شامی اور فتاویٰ عالمگیری کا طرز اختیار کیا ہے۔ایک ہی مسئلہ سے متعلق تمام معتبر کتابوں سے اقوال کو جمع کیا ہے۔یوں فتاویٰ اقراریہ تمام معتبر کتابوں سے قاری کو مستغنی کر دیتا ہے۔ذیل میں ہم چند خصوصیات کو ذکر کرتے ہیں۔

عربی میں ہونا:

فتاویٰ اقراریہ عربی زبان میں ہے۔اس میں زیادہ تر امھات الکتب کے حوالے سے مسائل کو جمع کیا گیا ہے اس لئے عربی میں ہونے کی وجہ سے امھات الکتب سے حوالہ تلاش کرنا نہایت سہل ہے۔

فارسی عبارات:

ریاست چترال کا سرکاری زبان فارسی تھا،اس لئے کئی مقامات پر فارسی عبارات بھی نقل کئے ہیں۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 5 | Issue 1 | July–December 2021
DOI:

ترتیب:

قاضی صاحب نے فتاوی اقراریہ کو فقہ کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ مقدمہ کے علاوہ کتاب الطھارۃ سے لیکر فرائض تک تمام ابواب کا احاطہ کیا ہے۔

مقدمہ:

فتاوی اقراریہ ایک مقدمہ پر مشتمل ہے۔ مقدمۃ الکتاب کے عنوان سے تقلید، علامات فتویٰ، علامات ترجیح، مجتھدین اور فقھاء کی طبقات اور ان کے ناموں اور احوال کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کو الگ رسالے کی شکل میں بھی شائع کیا جاسکتا ہے۔

فتاویٰ اقراریہ کا اسلوب:

فتاویٰ اقراریہ میں ایک موضوع کو کو لیکر تمام معتبر کتابوں سے متعلقہ مسائل کو جمع کیا گیا ہے اس لئے ایک مفتی کے لئے ایک ہی موضوع اور مسئلہ سے متعلق عبارات یکجا مل جاتے ہیں۔ البتہ ان عبارات کا حوالہ دیتے وقت مصنفؒ نے صفحہ نمبر اور باب کا ذکر کئے بغیر صرف کتاب کا حوالہ دیا ہے، اس وجہ سے ایک مفتی کے لئے حوالہ تلاش کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

نفس مسئلہ کی وضاحت:

قاضی صاحب نے ایک ہی مسئلہ سے متعلق مختلف کتابوں سے عبارات کو جمع کیا ہے، جس سے نفس مسئلہ کی بھرپور وضاحت ہو جاتی ہے۔

مفتی بہ اقوال:

مفتی بہ اقوال کی نشاندہی کی گئی ہے، لیکن کتاب پر تحقیقی کام نہیں ہوا ہے، اس لئے امھات الکتب سے ان اقوال کی تحقیق اور تصدیق ضروری ہے۔

فتاویٰ اقراریہ کا درجہ:

فتاویٰ اقراریہ کا درجہ ثانوی مصادر میں آتا ہے۔ امھات الکتب میں اس کو شمار نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ یہ مخطوطہ کی شکل میں ہے اور ابھی تک اس کے مسائل کی تحقیق نہیں کی گئی ہے اور نہ ہی اس کو چھاپ دیا گیا ہے۔ اس لئے بغیر تحقیق کے اس سے فتویٰ نہیں دیا جاسکتا اور نہ اس کتاب کو مدار بنا کر کسی قول کو ثابت کیا جاسکتا ہے۔ فقہ اسلامی کے اسکالرز کے لئے تا ہنوز ریسرچ کا ایک بہترین میدان ہے۔

ابواب اور فصل بندی:

مصنف رحمہ اللہ نے اپنی اس فتاویٰ میں کتاب، فصل، باب اور مطلب کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ مختلف قسم کے مسائل جو ایک جنس سے متعلق ہو، ایک جگہ جمع کیا جائے اس کے لئے کتاب کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، جیسے کتاب الطھارۃ، کتاب النکاح، کتاب الزکوۃ وغیرہ۔ ایک نوع کے مسائل کے لئے فصل کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، جیسے فصل فی بیان التقلید، فصل زلۃ القاری، فصل فی بیان التراویح وغیرہ۔ اسی طرح ایک نوع کے مسائل کے لئے باب کا لفظ بھی استعمال کیا ہے، جیسے باب التیمم، باب الانجاس وغیرہ۔ مطلب کا عنوان ہر مسئلے کے لئے استعمال کیا ہے، جیسے مطلب فروض الطھارۃ، مطلب السنن والمستحبات وغیرہ۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 5 | Issue 1 | July–December 2021
DOI:

خلاصہ بحث:

فتاویٰ اقراریہ قاضی اقرار الدین رحمہ اللہ کی شاہکار تصنیف ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے انتہائی محنت سے فقہی مسائل کا ذخیرہ اہل علم کے لئے جمع کیا ہے۔ فتاوی کا یہ مجموعہ 712 صفحات پر مشتمل ہے۔ مقدمہ کے علاوہ کتاب الطھارۃ سے لیکر کتاب الفرائض تک تمام مسائل پر مشتمل ہے۔ مقدمہ چار ذیلی فصول پر مشتمل ہے، پہلی فصل میں تقلید پر بحث کی گئی ہے۔ دوسری فصل میں علامات فتویٰ اور ترجیح کی وضاحت کی گئی ہے۔ تیسری فصل میں مجتھدین کی طبقات اور چوتھی فصل میں فقہاء اور مجتھدین کی حالات بیان کی گئی ہیں۔ اس کے بعد کتاب الطھارۃ سے کتاب الفرائض تک فقہ کی ترتیب پر تمام مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔ بد قسمتی سے یہ کتاب اب بھی مخطوطہ کی شکل میں ہے اس لئے عوام و خواص کے لئے اس سے استفادہ مشکل ہے۔ اس کی طباعت اور اس کے مسائل کی تحقیق کا کام تاہنوز محققین کے لئے ایک اہم میدان ہے۔

حوالہ جات

---

[1] ۔اخونزادہ، مرزا فضل واحد بیگ، تاریخ شاہانِ چترال، چترال پرنٹنگ پریس، 2019ء، ص298

[2] ۔ قاضی، اقرار الدین، فتاوی اقراریۃ، مخطوطہ، ص1

[3] ۔تاریخ شاہانِ چترال، بحوالہ سابقہ، ص299

[4] ۔تاریخ شاہانِ چترال، بحوالہ سابقہ، ص299

[5] ۔ابن الصلاح، تقی الدین، ابو عمرو، عثمان بن عبد الرحمٰن، ادب المفتی والمستفتی (المحقق: د. موفق عبد اللہ عبد القادر، مکتبۃ العلوم والحکم - المدینۃ المنورۃ ،الطبعۃ: الثانیۃ- 1423ھ-- 2002م، (ص23)

[6] ۔الجیزانی، محمد بن حسین بن حسن، معالم اصول الفقہ عند اہل السنۃ والجماعۃ، دار ابن الجوزی، 1427ھ۔ (ص: 504)

[7] ۔ معالم اصول الفقہ عند اھل السنۃ والجماعۃ، بحوالہ سابقہ، ص505

[8] ۔زیدان، للدکتور عبد الکریم، اصول الدعوۃ، ص 140

[9] ۔الخطیب البغدادی، ابو بکر، احمد بن علی، الفقیہ والمتفقہ (المحقق: ابو عبد الرحمٰن عادل بن یوسف الغرازی)، دار ابن الجوزی –السعودی، (416/2)

[10] ۔ابن الصلاح، تقی الدین، ابو عمرو، عثمان بن عبد الرحمٰن، ادب المفتی والمستفتی (المحقق: د. موفق عبد اللہ عبد القادر)، مکتبۃ العلوم والحکم - المدینۃ المنورۃ ،الطبعۃ: الثانیۃ- 1423ھ-- 2002م، (ص: 75)

[11] ۔ابن الصلاح، تقی الدین، ابو عمرو، عثمان بن عبد الرحمٰن، ادب المفتی والمستفتی (المحقق: د. موفق عبد اللہ عبد القادر)، مکتبۃ العلوم والحکم - المدینۃ المنورۃ ،الطبعۃ: الثانیۃ- 1423ھ-- 2002م، (ص: 79)

[12] ۔ مجیب احمد، جنوبی ایشیاء کے اردو مجموعہ ہائے فتاوٰی، پرنٹ ماسٹر، اسلام آباد، 2011ء، ص 31

[13] ۔ محمد اسحٰق بھٹی، بر صغیر میں علم فقہ، بیت الحکمت، لاہور، 2009ء، ص 55،63

[14] ۔ مجیب احمد، بحوالہ سابقہ، ص31

[15] ۔ محمد اسحٰق بھٹی، بحوالہ سابقہ، ص 235

[16] ۔ مجیب احمد، بحوالہ سابقہ، ص34

[17] ۔ڈاکٹر محمد یونس خالد، ریاست چترال کی تاریخ اور طرز حکمرانی، بسام پبلی کیشنز، کراچی، 2019ء، ص159،160

[18] ۔پروفیسر اسرار الدین، مجموعہ کلام ناصر، مکتبہ امام محمد، 2014ء، ص31

[19] ۔ مجموعہ کلام ناصر، بحوالہ سابقہ، ص39

[20] ۔ قاضی اقرار الدین، فتاوی اقراریۃ، مخطوطہ، ص1

[21] ۔ قاضی اقرار الدین، بحوالہ سابقہ، ص1

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 5 | Issue 1 | July–December 2021

DOI:

[22] ۔ قاضی اقرارالدین، بحوالہ سابقہ، ص 1

[23] ۔ قاضی اقرارالدین، بحوالہ سابقہ، ص 1

@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).